فتاویٰ امن پوری (قسط۲۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط پائی جانا ضروری ہے؟

جواب: عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط پائی جانا ضروری ہے۔ جانور کے جو عیوب قربانی میں مانع ہیں، وہ عقیقہ میں بھی مانع ہیں، کیونکہ عقیقہ قربانی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اُمت کو حکم دیا ہے کہ بچے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔''

(سنن الترمذي : 1513، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۱۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ اس حدیث کی شرح میں علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ حَقِيقَةَ ذٰلِكَ التَّكَافُؤُ فِي السِّنِّ يُرِيدُ شَاتَيْنِ مُسِنَّتَيْنِ تَجُوزَانِ فِي الضَّحَايَا بِأَنْ لَّا تَكُونَ إِحْدَاهُمَا مُسِنَّةً وَالْأُخْرٰى غَيْرَ مُسِنَّةٍ .

''اس برابری سے مراد عمر میں برابر ہونا ہے، مطلب کہ دو دوندی بکریاں، جن کی قربانی جائز ہو، ایسا نہ ہو کہ ایک بکری دوندی ہو اور دوسری دوندی نہ ہو۔''

(مَعالم السنن : 284/4)

❁ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي مُتَساوِيَتين فِي السِّنّ؛ أَيْ لَا يُعَقُّ عَنْهُ إِلَّا بمُسِنَّةٍ، وأَقَلُّهُ أَنْ يَكُونَ جَذَعًا كَمَا يُجْزِءُ فِي الضَّحَايَا .

''مراد یہ ہے کہ دو بکریاں عمر میں برابر ہوں، یعنی عقیقہ میں صرف دوندا جانور ہی ذبح کیا جائے، (مہنگائی اور عدم دستیابی کی صورت میں) کم سے کم (بھیڑ کی نسل سے) ایک سال کا جانور ذبح کیا جائے گا، جیسا کہ قربانی میں کفایت کرتا ہے۔''

(النّهاية في غريب الحديث : 181/4)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (١١٣٨ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ مُسَاوِيَتَانِ فِي السِّنِّ بِمَعْنٰى أَنْ لَا يَنْزِلَ سِنُّهُمَا عَنْ سِنِّ أَدْنٰى مَا يُجْزِءُ فِي الْأُضْحِيَّةِ .

''یعنی دونوں عمر میں برابر ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کی عمر قربانی والے جانور کی عمر سے کم نہ ہو۔''

(حاشية السندي على ابن ماجه : 280/2)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ عقیقہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

شَاةٌ مُسِنَّةٌ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهٖ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى .

''پیدائش کے ساتویں دن بچے کی طرف سے دوندی بکری ذبح کی جائے، اس کے بال اُتارے جائیں اور نام رکھا جائے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 240/8، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ عقیقہ میں بھی ان چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے، جنہیں قربانی میں مکروہ خیال کرتے تھے، نیز عقیقہ کو قربانی کے قائم مقام سمجھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 241/8، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ، وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ، وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ.

''عقیقہ دراصل حج اور قربانی کے جانور کی طرح ہے، اس میں کانا، لاغر، سینگ ٹوٹا اور بیمار جانور ذبح کرنا جائز نہیں، نیز اس کے گوشت کا کوئی حصہ فروخت نہیں کیا جا سکتا۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 501/2)

سوال: کیا عقیقہ میں بڑا جانور ذبح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی جائے۔ بڑا جانور مثلاً اونٹ، گائے، بھینس ذبح کیے جائیں، تو بھی عقیقہ درست ہے، مگر ان میں شراکت جائز نہیں۔ ایک بچے کی طرف سے کامل دَم (پورا جانور) ذبح کیا جائے، جزوِ دَم جائز نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِالْجَزُورِ .

''آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچے کے عقیقہ میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 244/8، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: دوران نماز بے وضو ہو جائے، تو کیا کرے؟

جواب: نماز میں قے یا نکسیر آ جائے یا بے وضو ہو جائے، تو نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور جہاں پر نماز چھوڑی ہو، وہاں سے شروع کرے، بشرطیکہ اس نے اس دوران کلام نہ کیا ہو۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فِي بَطْنِهِ رُزْءً، أَوْ قَيْئًا، أَوْ رُعَافًا، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنْ تَكَلَّمَ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ، وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمِ احْتَسَبَ بِمَا صَلَّى .

''اگر کوئی نماز کے دوران پیٹ میں ہوا محسوس کرے، یا اسے قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، اس دوران اس نے کسی سے بات چیت کی، تو از سر نو نماز پڑھے، ورنہ پہلے والی نماز پر بنا ڈالے۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 173/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ .

''آپ رضی اللہ عنہ کی نکسیر پھوٹ گئی، تو نماز سے نکلے اور وضو کیا، واپس آ کر پہلی نماز پر بنا ڈالی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (اس دوران) کلام نہیں کیا۔''

(موطأ الإمام مالك :38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَأَتٰى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

''آپ رحمہ اللہ کی دوران نماز نکسیر پھوٹ گئی، تو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس آئے، پانی لایا گیا، آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا، پھر واپس جا کر پہلی نماز پر ہی بنا ڈال دی۔''

(موطأ الإمام مالك :38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ.

''نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو جائے، تو وہ نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے۔''

(سنن أبي داود : 205)

سند ضعیف ہے۔ مسلم بن سلام حنفی مجہول ہے، سوائے ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول الحال'' کہا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام : 191/5)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (تاریخ الثقات :۱۳۹۱) نے جس ''مسلم حنفی'' کی توثیق کی ہے،

وہ کوئی اور راوی ہے، مسلم بن سلام حنفی نہیں، کیونکہ ابن شاہین رحمہ اللہ نے مسلم حنفی کا شاگرد سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم بن سلام حنفی سے سفیان کا روایت کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سند میں موجود مسلم بن سلام کی ابن شاہین رحمہ اللہ نے توثیق کی ہے، درست نہیں۔

✿ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ إِذَنْ لَا يَصِحُّ . ''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(بيان الوهم والإيهام : 191/5)

✿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَصَابَهٗ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ .

''جسے (نماز کے دوران) قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، یا پیٹ سے کھانا منہ میں آجائے، یا مذی آجائے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، پہلی نماز پر ہی بنا ڈالے، جبکہ وہ اس دوران کلام نہ کرے۔''

(سنن ابن ماجه : 1221، سنن الدّارقطني : 563)

سند ضعیف ہے۔ اسماعیل بن عیاش کی صرف اہل شام سے روایت صحیح ہوتی ہے۔ ابن جریج حجازی ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔

سوال: کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باغِ فدک کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا یا قطع کلامی کرنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں، ملاحظہ ہوں؛

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبٰى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ، فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ .

''نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی جائیداد فدک، مدینہ میں کچھ مال اور خیبر کے خمس سے میراث کا مطالبہ کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آلِ محمد ﷺ اس مال سے کھاتے رہیں

گے۔'' اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم ﷺ جس حال میں چھوڑ گئے ہیں، میں اس میں تغیر نہیں کروں گا، وہ اب بھی اسی طرح رہے گا۔ اس کی تقسیم میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا، جو نبی کریم ﷺ کا حیات مبارکہ میں تھا۔ الغرض! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے معذرت کر لی۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات ترک کر دی۔ اس کے بعد وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔''

(صحيح البخاري : 4240، صحيح مسلم : 1759)

یہ زہری کا قول ہے۔ زہری کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سماع ولقا نہیں۔ کسی صحیح روایت سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ فَاطِمَةَ جَاءَ تْ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا : سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنِّي لَا أُورَثُ، قَالَتْ : وَاللّٰهِ! لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا، فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں، تا کہ ان سے نبی کریم ﷺ کی میراث طلب کریں۔ دونوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنایا: ''میری کوئی وراثت نہیں ہوگی۔'' اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ دونوں سے گفتگو نہیں کروں گی۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوت ہونے تک ان سے بات نہیں کی۔''

(مسند الإمام أحمد: 13/1، سنن الترمذي: 1609)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَ تْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ: مَنْ يَّرِثُكَ؟ قَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي، قَالَتْ: فَمَا لِي لَا أَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّا لَا نُورَثُ، وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهٗ، وَأُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: آپ کا وارث کون ہوگا؟ جواب دیا: میرے بیوی بچے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: پھر کیا وجہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث نہیں بن رہی۔ اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔'' پھر کہا: لیکن میں ان سب کی کفالت کرتا رہوں گا، جن کی کفالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور میں ان سب کو خرچ فراہم کروں گا، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فراہم کرتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي: 302/6)

یہ دونوں روایات مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں، اس روایت کو موصول بیان کرنا خطا ہے۔ اس روایت کو صرف عبد الوہاب بن عطاء اور حماد بن سلمہ نے موصول بیان کیا، جبکہ دوسرے اکثر حفاظ نے اس روایت کو ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کی مرسل بیان کیا ہے۔ اکثر

کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّحِيحُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ الْمُرْسَلُ، لِكَثْرَةِ مَنْ رَوَاهُ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو مُرْسَلًا .

''اس حدیث کا مرسل ہونا ہی صحیح ہے، کیونکہ محمد بن عمرو سے اکثر حفاظ نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔''

(عِلَل الدّارقطني :219/1)

سوال: اذان کے بعد دعا میں اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ کے الفاظ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ الفاظ کسی حدیث میں مذکور نہیں۔

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ .

''میں نے یہ الفاظ کسی روایت میں نہیں دیکھے۔''

(المَقاصد الحسنة، ص 343)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ» وَخَتَمَهٗ بِيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ؛ لِأَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهُمَا .

''(اذان کی دعا میں) اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ اور آخر میں ''یا ارحم الراحمین'' کے الفاظ بے اصل ہیں۔''

(تُحفة المُحتاج في شرح المِنهاج :482/1)

سوال: وضو کے بعد سورت القدر کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): وضو کے بعد سورت القدر کی تلاوت کرنا جائز نہیں۔ اس حوالے سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ فِي إِثْرِ وُضُوئِهٖ : ﴿إِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾، مَرَّةً وَّاحِدَةً، كَانَ مِنَ الصِّدِّيقِينَ، وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ، كُتِبَ فِي دِيوَانِ الشُّهَدَاءِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثًا، حَشَرَهُ اللّٰهُ مَحْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ .

''جو شخص وضو کرنے کے بعد ایک دفعہ سورۃ القدر کی تلاوت کرتا ہے، صدیقین میں شمار کیا جاتا ہے، جو اسے دو مرتبہ پڑھتا ہے، اس کا نام شہداء کے رجسٹر میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو اسے تین مرتبہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے انبیائے کرام کے ساتھ حشر میں جمع فرمائے گا۔''

(مسند الديلمي، نقلًا عن الحاوي للفتاوي للسيوطي :339/1)

① ابوعبیدہ ''مجہول'' ہے۔

❀ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَبُو عُبَيْدَةَ مَجْهُولٌ .

''ابوعبیدہ نامی شخص مجہول ہے۔''

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے:

فِي سَنَدِهٖ مَجْهُولٌ .

''اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔''

(الفتاوى الفقهيّة الكبرٰى :59/1)

② حسن بصری رحمہ اللہ کا عنعنہ بھی ہے۔

③ احمد بن ماہان خاقانی ابوبکر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ عبدالرحمٰن بن ابی شیخ بزار کون ہے؟ معلوم نہیں۔

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَا قِرَاءَةُ سُورَةِ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾، عَقِبَ الْوُضُوءِ، لَا أَصْلَ لَهُ.

''اسی طرح وضو کے بعد سورت قدر کی تلاوت بے اصل (بدعت) ہے۔''

(المقاصد الحَسنة، ص 664)

❁ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ مِنْهَا شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِنْ قَوْلِهِ وَلَا مِنْ فِعْلِهِ.

''اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قولی یا فعلی حدیث ثابت نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 131/1)

(سوال): بعض نے مندرجہ ذیل دعا میں اضافہ کیا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

''اے اللہ! تُو ہی سلامتی والا ہے، تیری ہی طرف سلامتی ہے، اے بڑی شان وعزت والے! تو بہت بابرکت ہے۔''

(صحيح مسلم :591)

جواب: مذکورہ دعا ثابت ہے،اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ بے اصل ہے، ملاحظہ ہو؛

❀ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ علامہ جزری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

أَمَّا مَا يُزَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ : «وَمِنْكَ السَّلَامُ» مِنْ نَحْوِ «وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ»، فَلَا أَصْلَ لَهٗ بَلْ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ.

''«وَمِنْكَ السَّلَامُ» کے بعد جو ان الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے: «وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ» ان کی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ کسی قصہ گو کی گھڑنتل ہے۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 312)

سوال: موسیٰ بن یعقوب زمعی راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ،حسن الحدیث ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ يحيىٰ بن معين : 672)

❀ امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ الثّقات : 1349)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ أَحَادِيْثُ حِسَانٌ، وَهُوْ عِنْدِي لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِرِوَايَاتِهٖ.

''مذکورہ روایات کے علاوہ اس کی احادیث حسن ہیں۔ میرے نزدیک اس میں اوراس کی روایات میں کوئی خرابی نہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 343/6)

- امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(الثّقات : 758/7)
- حافظ ابن القطان فاسی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 337/10)

- امام ابن الجارود (۱۰۶۵)، امام ابن خزیمہ (۴۱۹)، امام حاکم (۱۱۳/۲)، حافظ ذہبی، حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ : ۱۳۰۷) اور حافظ نووی رحمہم اللہ (الاذکار : ۱۸۹) نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے اور آپ اسی سے روایت لیتے ہیں، جو آپ کے نزدیک ثقہ ہو۔

- علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(مجمع الزّوائد : 107/9)
- نیز فرماتے ہیں: وَثَّقَهٗ جَمَاعَةٌ .

''اسے کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے۔''(مجمع الزّوائد : 38/9)

- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الزَّمْعِيُّ صَدُوْقٌ .

''زمعی صدوق ہے۔''(البداية والنّهاية : 212/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ''مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ مُوَثَّقٌ'' (ایسے راویوں کا بیان، جس میں کلام کی گئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں) میں ذکر کر کے صالح الحدیث کہا ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث کہنا ثابت نہیں ہو سکا۔ ثابت ہونے کی صورت میں جمہور کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس کے متعلق لَا يُعْجِبُنِي حَدِيثُهُ (مجھے اس کی حدیث اچھی نہیں لگتی) (تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۰/ ۳۳۷) کہنا بھی ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۵/ ۱۱۳) نے اس کے بارے میں لَا يُحْتَجُّ بِهٖ اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء: ۵۵۳) نے لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہا ہے۔ یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (المغنی: ۸۳۶) کا اس کے بارے میں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ کہنا بھی درست نہ ہوا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ، وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمْسِكَ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا.

''غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، ان کے نکاح میں دس بیویاں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لیں۔''

(سنن الدّارقطني : 271/3، المعجم الأوسط للطبراني : 1680، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 183/7، أخبار أصفهان لأبي نُعَيم الأصبهاني :295/1)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ محدثین نے اس روایت کا مرسل ہونا درست قرار دیا ہے اور موصول بیان کرنا وہم اور خطا قرار دیا ہے۔ مرسل ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

(سوال): لیث بن ابی سلیم راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

(جواب): لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی ضَعْفِهٖ، وَاضْطِرَابِ حَدِيثِهٖ، وَاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے، اس کی حدیث میں اضطراب ہے اور اس کے حافظے میں خلل ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات : 75/2)

۞ علامہ قدوری حنفی (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰی تَضْعِيفِهٖ وَتَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ .

''اس کے ضعیف اور ناقابل حجت ہونے پر اجماع ہے۔''

(التّجريد : 6109/12)

۞ علامہ جمال ملطی حنفی (۸۰۳ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَتْ رِوَايَتُهٗ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَسَانِيدِ قَوِيَّةً .

''محدثین کرام کے نزدیک اس کی روایت قوی نہیں ہوتی۔''

(المُعتصر من المُختصر من مشكل الآثار : 215/2)

(سوال): کیا رسول اللہ ﷺ کو درخت ''یا رسول اللہ'' کہہ کر سلام کرتے تھے؟

(جواب): اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں؛

۞ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي

بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

''میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا، ہم کسی گلی میں نکلے، تو سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا، یہی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ!۔''

(سنن التّرمذي : 3626)

سند ضعیف ہے۔

① ولید بن عبد اللہ بن ابی ثور ضعیف ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر :7431)

② عباد بن ابی یزید مجہول ہے۔

❁ سیدہ برہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ لِحَاجَتِهٖ أَبْعَدَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ، يُفْضِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الشِّعَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ إِلَّا قَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

''رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے باہر نکلتے، تو بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ نظر سے اوجھل ہو جاتے، وادیوں اور گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے، آپ ﷺ کو ہر پتھر اور درخت یہی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ!''

(أخبار مكة للفاكهي : 2902)

سند سخت ضعیف ہے؛

① عبداللہ بن شبیب ربعی بالاتفاق ضعیف ہے۔

(ديوان الضّعفاء للذّهبي : 2204)

② مسلم بن خالد زنجی بھی ضعیف ہے۔

❁ مستدرک حاکم (۶۹۴۲) والی سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی متروک و کذاب ہے۔

② حسین بن فرج ضعیف ہے۔

③ حسن بن جہم مجہول الحال ہے۔

❁ اسی طرح کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(كشف الأستار عن زوائد البزّار : 2373)

یہ سند بھی سخت ضعیف ہے؛

① عبداللہ بن شبیب ضعیف ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْمَعٌ عَلٰی ضَعْفِهٖ. ''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(ديوان الضّعفاء : 2204)

② امام زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی موجودگی میں یہ الفاظ کہے گئے، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادباً آپ کو ''یا رسول اللہ'' یا نبی اللہ'' کہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی سے باسند صحیح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا محمد''، ''یارسول اللہ'' یا ''یا نبی اللہ'' کے ساتھ مخاطب کرنا قطعاً ثابت نہیں۔

(سوال): کیا دفن سے پہلے بھی میت کے لیے دعا کی جاسکتی ہے؟

(جواب): مرنے والا دعا کا زیادہ محتاج ہے، اس کے لیے کسی وقت بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

❀ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ : مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا لاشہ چارپائی پہ رکھ دیا گیا، لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اچانک میرا کندھا پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کیا، انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد اتنا محبوب کون ہے کہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے اس کے عمل کو نمونہ بناؤں۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا کہ

میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري : 3685، صحيح مسلم : 2389)

ثابت ہوا کہ میت کے لیے کسی بھی وقت دعائے رحمت ومغفرت کی جاسکتی ہے۔ نماز جنازہ سے پہلے، جنازہ سے متصل بعد، قبر پر، بعد میں۔ البتہ نماز جنازہ سے متصل بعد دعا کو مستحب ومشروع سمجھ کر التزام نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس بارے میں جمیع روایات غیر ثابت ہیں۔ اسی طرح انفرادی واجتماعی ہاتھ اٹھا کر دفن کے بعد بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ تعزیت کے موقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر اجتماعی ہیئت کے ساتھ دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہمارے ہاں رائج طریقہ دعا مناسب نہیں، کہ ہر آنے جانے والا ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے۔ اس موقع پر دعا نہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ تو محض رسمی دعا ہے۔

سوال: کیا شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شیعہ کا نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی پڑھ لے، تو توبہ کرے، نکاح ٹوٹنے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے مشرکین قریش کے لیے بددعا کی تھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے مشرکین قریش کے لیے بددعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ، فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ .

''نبی کریم ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر قریش کے کچھ لوگوں پر بددعا کی۔''

(صحيح البخاري : 3960، صحيح مسلم : 1794)